QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

حضرت مجدد الف ثانی کے شیخ فرید کے نام مکاتیب کا موضوعاتی مطالعہ

A Thematic Study of Imām Aḥmad Sirhindī's Letters to Shaykh Farīd (Maktūbāt-e-Imām Rabbānī)

Prof. Dr. Humayun Abbas
Dean Faculty of Islamic and Oriental Learning, Govt. College University, Faisalabad, Pakistan.
Email: drhumayunabbas@gcuf.edu.pk

Abstract

The commentaries and abridgments of the letters of Ḥazrat Imām Rabbānī were compiled in order to elucidate his intellectual and doctrinal discussions. Much attention was devoted to this aspect of the Maktūbāt, yet little effort was made to understand them from the perspective of the maktūb ilayhim (addresses). These letters are addressed to spiritual personalities, scholars, and nobles. Ḥazrat Mujaddid Alif-Thānī provided guidance for all these groups. Among the nobles, a prominent name is Shaykh Farīd. In the Akbari era, none equaled his stature. Ḥazrat Mujaddid wrote twenty-two letters to Shaykh Farīd. A careful study of their content reveals that subjects related to intellectual, social, political and tasawwuf are extensively discussed, the salient point is that, at no place is the emphasis on adherence to the principles of Sharīʿah and emulation of the Prophetic way, was neglected. Moreover, the exhortation toward serving humanity is also kept constantly in view. From these letters, principles of Islamic preaching (Dʿawa), as well as methods grounded in wisdom and prudence, also emerge.

Keywords:*Humayun Abbas, Shams, Mujjadid Alif-i-Thani, Shaykh Farīd, Imam-i-Rabbani*

حضرت مجدد الف ثانی □ (1564ء-1624ء)[1] کے علمی و فکری کارناموں کا مظہر اور اس دور کی تاریخی دستاویز "مکتوباتِ امام ربانی" ہے۔[2] تین جلدوں میں یہ مکاتیب شرعی احکامات کی توضیح و تشریح، صوفیانہ مباحث، معاصر سیاسی و فکری احوال، سماجی رسوم و رواج جیسے امور کے صحیح عکاس و تصویر ہیں۔ان مکاتیب کی علمی، تاریخی، دینی، سماجی حیثیت کی وجہ سے لوگوں نے شروح، ملخص، تراجم کئے۔ان مکاتیب کو دیکھنے کا ایک رخ تو یہ ہے جو عموماً اختیار کیا گیا مگر مکتوبات کا ایک پہلو "مکتوب الیھم" کے اعتبار سے موضوعی جائزہ نہیں لیا گیا۔یہ پہلو مکتوبات کے تجزیاتی اور تعارفی ادب میں تاحال کمیاب ہے۔اس مطالعہ کی افادیت یہ ہے کہ یہ واضح ہو گا کہ کون لوگ تھے جن کو خط لکھے گئے؟ان خطوط کے مجموعی مندرجات کیا تھے؟کیا ان مندرجات اور مکتوب الیہ کی شخصیت میں ربط بھی ہے؟

اس جائزہ کے لئے جس شخصیت کا انتخاب کیا گیا وہ شیخ فرید الدین بخاری کی ذات گرامی ہے۔ حضرت امام ربانی کے ان کے نام 22 مکاتیب ہیں۔یہ سارے کے سارے دفتر اول میں ہیں(43،54،63،64،103،152،163،165،193،213،233،269)۔یہ 6-5 سطور کے مختصر مکاتیب سے لے کر 6-5 صفحات تک کے طویل مکاتیب پر مشتمل ہیں۔

شیخ فرید الدین پورا نام ہے اور مکاتیب میں شیخ فرید لکھا ہوا ہے۔مکتوب 269 میں مرتضی خاں درج ہے یہ آپ کا خطاب ہے جو جہانگیر نے دیا تھا۔آپ کا تعلق بخاری سادات سے تھا اور سید جلال الدین اعظم حسینی بخاری آپ کے جداعلیٰ تھے۔[3]

آپ کی شخصیت کے تعارف میں شیخ محمد اکرام کے یہ جملے ہی کافی ہیں:"عہد اکبری کے متدین امرا میں خاں اعظم، قلیچ خاں، اور دوسرے نام آتے ہیں لیکن ان میں جو خاص مرتبہ شیخ فرید کا ہے کسی اور کا نہ تھا۔اور چونکہ انہوں نے دوسرے نیک اور برگزیدہ کاموں کے علاوہ طریقہ نقشبندیہ کو غیر معمولی مدد دے کر اسلامی ہندوستان کی مذہبی تاریخ پر بھی گہرا اثر ڈالا ہے"۔[4] عہد اکبری میں میر بخشی کے عہدہ پر فائز ہوئے۔جہانگیر نے شیخ کو مرتضی خاں کا خطاب اور صوبہ گجراب کی صوبہ داری مرحمت کی۔[5] اکبر کے زمانے میں آصف خاں قزوینی اور شیخ فرید صاحبِ سیف و قلم سمجھے جاتے تھے۔اپنی تخت نشینی کے بعد جہانگیر نے شیخ فرید کو اس عہدے پر مستقل کرتے ہوئے اس سے کہا:"ترا صاحب االسیف و القلم می دانم"[6]

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

جہانگیر کی تخت نشینی کی کشمکش میں شیخ فرید نے جہانگیر کا ساتھ دیا، خسرو کا ساتھ نہ دینے کی وجہ اس کا مزاج تھا جس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ خسرو دعا کے لئے گورو ارجن کے پاس بھی گیا بلکہ اس سے مالی مدد بھی مانگی۔ گورو نے اسے پانچ ہزار دیئے اور پیشانی پر قشقہ بھی لگایا۔ اس سے خسرو کے ذوق کو سمجھا جا سکتا ہے۔

دوسری طرف شیخ فرید بخاری نے اسلامی شریعت کے دفاع کا یقین حاصل کر کے جہانگیر کے لئے تخت حاصل کیا DV. Jerric نے لکھا:

> Accordingly, the leading noble, having been sent by the others as their representative, came to the prince and promised, in all their names, to place the kingdom in his hands, provided that he would swear to defend the law of Mehmet.[7]
>
> اسی طرح چنانچہ سر کردہ رئیس، جو دوسروں کی جانب سے بطور نمائندہ بھیجا گیا تھا، شہزادے کے پاس آیا اور سب کی طرف سے وعدہ کیا کہ وہ سلطنت اس کے حوالے کر دیں گے، بشرطیکہ وہ قانونِ محمد (مہمت) کی حفاظت کی قسم کھائے۔

یہاں "the leading noble" کی وضاحت خود مصنف نے حاشیہ میں کی:

> This was Shaikh Farid, move generally known as Mir Murtaza Khan.[8]
>
> یہ شیخ فرید تھے جو میر مرتضیٰ خان کے نام سے مشہور ہیں۔

شیخ فرید کی شخصیت پر تبصرہ کرتے ہوئے شاہنواز خان نے لکھا: "شیخ کا ظاہر و باطن اچھا تھا، شجاع بھی تھا اور سخی بھی، اس کی سخاوت عام تھی، مخلوق خدا کے لئے اس کی بخشش کا دروازہ کھلا رہتا جو کوئی اس کے پاس پہنچا کبھی خالی ہاتھ واپس نہیں ہوا جب وہ دربار جاتا تو راستے میں درویشوں کو قبائیں، کمبل، چادریں اور جوتے تقسیم کرتا ہوا جاتا۔ اشرفی اور روپے کی ریزگاری اپنے ہاتھ سے دیتا"۔[9] ایک روز ایک فقیر نے سات مرتبہ خیرات لی، آٹھویں مرتبہ آیا تو اس کے کان میں کہا "اس کو پوشیدہ رکھ دوسرے تجھ سے چھین نہ لیں"۔[10]

بنی پرشاد کا اس شخصیت پر تبصرہ یہ ہے: "اس نے کئی مسجدیں، مسافر خانے، حمام اور بازار تعمیر کئے، اپنی کثیر دولت میں سے اس نے صرف ایک ہزار اشرفیاں ترکہ میں چھوڑیں لیکن اس کی خودداری اور مذہبی احتیاط پسندی کا یہ حال تھا کہ اس نے کبھی کسی چاپلوس یا گویئے کو ایک پیسہ نہیں دیا۔ میدانِ جنگ میں اسے شجاعت، دلیری، مردانگی، بے پناہ ہمت اور خطرہ سے دوچار ہونے میں بے باکی کا امتیاز حاصل تھا"۔[11]

دہلی کے قریب فرید آباد اس نے آباد کیا اور یہ شہر آج صنعتی اعتبار سے مشہور ہے۔ ڈاکٹر ابوسفیان اصلاحی کا کہنا ہے کہ اس شہر سے آج بھی ایسی خوشبو آ رہی ہے جو تصوف کا پتا دے رہی ہے۔

شیخ فرید بخاری کے اجمالی شخصی تعارف سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ایسے شخص سے رابطہ کے کیا ثمرات ہو سکتے ہیں۔

اب اس بات کا اندازہ لگانا ضروری ہے کہ حضرت مجدد نے جو 22 مکاتیب ان کے نام لکھے، ان کے اساسی مندرجات کیا تھے؟ ان کو جاننے کے لئے دو اسلوب اختیار کروں گا۔

ایک تو جامعین مکاتیب نے مکتوب کے شروع میں جو مکتوب کا تعارف لکھا اسے نقل کیا جائے گا۔ اس سے مکاتیب کے مضامین کا اجمالی تعارف ہو جائے گا پھر موضوعی مطالعہ کیا جائے گا۔

مکتوب:43 توحید دو قسم کی ہے۔ شہودی اور وجودی۔

مکتوب:44 حضرت خیر البشر کی مدح و نعت اور اس بیان میں کہ آنحضرت ﷺ کی شریعت کی تصدیق کرنے والے تمام امتوں سے بہتر ہیں۔

مکتوب:45 یہ مکتوب اپنے پیر دستگیر کی وصال کے بعد لکھا اور چونکہ آپ کے پیر و مرشد کی خانقاہ کے فقراء کی ظاہری تقویت شیخ فرید سے منسوب تھی اس لئے اس کے شکر کا اظہار فرمایا۔

مکتوب:46 حق تعالیٰ کا وجود اور اس کی وحدت بلکہ محمد رسول ﷺ کی نبوت اور وہ تمام احکامات جو آپ ﷺ اللہ کی طرف سے لائے وہ بدیہی ہیں۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

مکتوب:47 سابقہ صدی کی شکایت کے بیان میں کہ کفار نے غلبہ حاصل کر لیا تھا اور اہل اسلام ذلیل و بے قدر ہو گئے۔

مکتوب:48 علمائے کرام اور طالبان علوم حاملان شریعت کی تعظیم کی ترغیب دینے میں بیان ہوا۔

مکتوب:49 ظاہر کو احکام شرعیہ کے ساتھ آراستہ کرنے اور باطن کو ماسوائے حق سبحانہ وتعالی کی گرفتاری سے آزاد کرنے کی ترغیب میں ہے۔

مکتوب:50 کمینی دنیا کی مذمت میں۔

مکتوب:51 شریعت کو رواج دینے کی ترغیب میں۔

مکتوب:52 نفس امارہ کی مذمت، اس کے ذاتی مرض اور عرض کو دور کرنے کا علاج۔

مکتوب:53 علمائے سوء کا اختلاف دنیا کی تباہی کا باعث ہے۔

مکتوب:54 بدعتی کی صحبت سے بچنا لازم وضروری ہے، بدعتی کی صحبت کا ضرر کافر کی صحبت کے ضرر سے بھی بڑھ کر ہے بدعتی فرقوں میں بدترین فرقہ اصحاب کے ساتھ بغض رکھنے والا ہے۔

مکتوب:63 تمام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام دین کے اصول میں متفق ہیں اور ان بزرگوں کا اختلاف فروعِ دین میں ہے۔

مکتوب:64 جسمانی اور روحانی لذت اور رنج وغم کے برداشت کی ترغیب کا بیان۔

مکتوب:103 عافیت کے معنی اور سرہند کے لیے قاضی کی ضرورت۔

مکتوب:152 اطاعت رسول عین حق سبحانہ وتعالی کی اطاعت ہے۔

مکتوب:163 اسلام اور کفر ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ دو ضدوں کے اجتماع کا احتمال محال ہے ایک کو عزت دینے سے دوسرے کی ذلت لازم آتی ہے۔

مکتوب:193 اہل سنت وجماعت کی آراء کے مطابق عقائد کو درست کرنے اور احکام فقہیہ کے سیکھنے کی ترغیب۔

مکتوب:213 اہلسنت وجماعت کی پیروی کی ترغیب میں کہ یہی فرقہ ناجیہ ہے، علمائے سوء کی صحبت سے پرہیز کرنے میں جنھوں نے علم کو دنیا کی دولت حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا۔

مکتوب:233 چند نصیحتیں

مکتوب:269 دین کے دشمنوں کی اہانت کرنے اور ان بے وقوفوں اور بدبختوں کے جھوٹے خداؤں کی توہین وتخریب پر ترغیب۔

جامعین نے ان عنوانات میں سے تقریباً ہر ایک کے شروع میں شیخ فرید کے لئے لکھا ہے،"نیز بہ سیادت و نقابت پناہی شیخ فرید صدور یافت"۔ بعض مکتوبات کا آغاز دعائیہ کلمات سے کیا جیسا:

i. "سلمکم اللہ سبحانہ و عافاکم فی الدارین بحرمۃ سید الثقلین علیہ وعلی آلہ الصلوات و التسلیمات" [12]

ii. "ایدکم اللہ سبحانہ و نصرکم علی اعداء الاسلام فی اعلاء الاحکام" [13]

iii. "عصمکم اللہ سبحانہ عما لا یلیق بجنابکم بحرمۃ جدکم الامجد علیہ وعلی آلہ الصلوات والتسلیمات۔ قال اللہ سبحانہ وتعالی: ھل جزاء الاحسان الا الاحسان (الرحمن:40)"۔[14]

iv. "ثبتنا اللہ سبحانہ و ایاکم علی جادۃ جدکم الامجد علیہ وعلی آلہ و اصحابہ من الصلوات افضلھا ومن التسلیمات اکملھا" [15]

اسی طرح مکتوب کا اختتام بھی دعا کے ساتھ ہوتا ہے۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں:

i. "ثبتکم اللہ سبحانہ علی جادۃ ابائکم الکرام السلام علیکم و علیھم الی یوم القیام" [16]

"حق سبحانہ وتعالیٰ ہموارہ بہ توفیق اعمال مرضیّہ گرداند بحرمۃ النبی والہ الامجاد علیہ وعلیھم الصلوات و التسلیمات" [17]

حضرت امام ربانی ؒ کو علم تھا کہ فرید بخاری کو بادشاہ کا قرب حاصل ہے۔ (مکتوب: 47، دفتر اول) حضرت مجدد ؒ کا یہ ربط و تعلق قرب شاہی نہ تھا۔ خود حضرت مجدد ؒ کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں:

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

امید است کہ در این نزدیکی ان شاءاللہ العزیز بہ شرف حضور مشرف گردد،متوقع از جناب شرف ایشان آن است کہ چون استطاعت و قرب پادشاہ، بر وجہ اتم ایشان راحق سبحانہ وتعالی میسر ساختہ است، در خلا و ملا در ترویج شریعت محمدی علیہ وعلی آلہ من الصلوات افضلہا ومن التسلیمات اکملہا کوشند ومسلمانان را از غربت بر آرند۔ [18]

امید ہے کہ ان شاءاللہ العزیز جلد ہی (فقیر) حاضری کے شرف سے مشرف ہوگا آپ کی بزرگ جناب سے امید ہے کہ جب حق سبحانہ وتعالی نے آپ کو ذاتی قدرت وقربِ بادشاہ سے کامل طور پر متصف فرمایا ہے تو پھر آپ (حضرت) محمد مصطفی ﷺ من الصلوات افضلہا ومن التسلیمات اکملہا کی شریعت کی ترویج کے لئے خلوت وجلوت میں کوشش کرتے رہیں گے اور مسلمانوں کو غربت سے باہر نکالیں گے۔

اسی طرح دوسری جگہ فرمایا:ایں حقیر بہ ارادہ اظہار امثال این در تائید و ترویج شریعت حقہ متوجہ خدمت ایشان است [19]

ان مکاتیب کے مجموعی موضوعات کا جائزہ درج ذیل عنوانات کے تحت لیا جاسکتا ہے:

1) عقائد:

عقیدہ وہ بنیادی اینٹ ہے جس پر تمام اعمال کی بنیاد ہے اعمال میں فرق بھی عقائد کی بنیاد پر ہی ہوتا ہے۔ حضرت امام ربانی نے اس نقطہ کی وضاحت کی ہے کہ حق تعالیٰ کا وجود اس کی وحدت اور نبوتِ محمدی اور جو کچھ آپ ﷺ لائے وہ بدیہی ہے۔ان چیزوں کو دلائل سے ثابت نہیں کیا جاتا کیوں کہ:

''محقق است جو لا نگاہ استدلال بسیار تنگ است و یقینی کہ از راہ دلیل پیدا شود، متعذر است''۔[20]

استدلال کا میدان بہت تنگ ہے اور وہ یقین جو دلیل کے ذریعے پیدا ہو، متعذر ہوتا ہے۔

سب انبیاء کرام کو بھیجنے والی ذاتِ اقدس ایک ہے اس لئے سب کی دعوت بھی ایک ہے۔

''و این بزرگواران در اصول دین متفقند، کلمۂ ایشان واحد است در ذات و صفات تعالیٰ و تقدس حشر و نشر ارسال رسل و نزول ملک وورود وحی و نعیم جنت و عذاب جحیم بہ طریق خلود و تأبید ''

اور انبیاء کرام دین کے اصولوں میں متفق ہیں۔ حق تعالیٰ وتقدس کی ذات وصفات، حشر ونشر، رسولوں کو بھیجنے، فرشتوں کے نازل ہونے، وحی کے وارد ہونے، جنت کی نعمتوں اور دوزخ کا عذاب دائمی ہونے کے بارہ میں سب کی بات ایک ہی ہے۔

اور جو اختلاف ہے وہ بنیادی نوعیت کا نہیں ہے بلکہ:

''اختلاف ایشان در بعضِ احکام است کہ بہ فروع دین تعلق دارد''[21]

ان کا اختلاف بعض احکام میں ہے جن کا تعلق فروعِ دین سے ہے۔

ملائکہ وحی الٰہی کے امین اور معصوم ہیں۔پیغمبروں کے اجتہادی احکام کی بھی بذریعہ وحی تائید کی جاتی ہے۔

وہ ضروریات اہل سنت پر کاربند رہنے کی تلقین کرتے ہیں اور اس معاملہ میں حضرت مجدد کی رائے یہ ہے کہ فرقہ ناجیہ یہی گروہ ہے۔''دین اور شریعت کا پابند ہونا اہل سنت وجماعت کے طریقہ حقہ کے سلوک پر وابستہ ہے جو تمام فرقہ ہائے اسلامیہ کے درمیان فرقہ ناجیہ ہے۔ان بزرگوں کی اتباع وپیروی کے بغیر نجات ناممکن ہے اور ان لوگوں کی آراء کی پیروی کے بغیر فلاح دشوار ہے اس بات پر تمام عقلی ونقلی اور کشفی دلائل شاہد ہیں اور ان میں اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں۔ اگر یہ معلوم ہو جائے کہ کوئی شخص ان بزگوں کے صراط مستقیم سے رائی کے دانے کے برابر بھی ہٹ گیا تو اس کی صحبت کو زہر قاتل جاننا چاہیے اور اس کی مجالست کو سانپ کا زہر سمجھنا چاہیے''۔[22]

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

اس مکتوب میں آزاد خیال طلباپر بھی تنقید کرتے ہوئے انہیں ''لصوص دین'' قرار دیا ہے۔ حضرت شیخ سرہندی کی رائے یہ ہے کہ کتاب وسنت کی جو تعبیر علمائے اہل سنت نے اختیار کی وہ راہ صواب ہے۔[23]

اہلِ سنت کی پیروی کی ضرورت واہمیت بیان کرنے کے لئے انہوں نے حضرت خواجہ عبیداللہ احرار کا یہ قول نقل کیا ہے:

''اگر تمام احوال و مواجید را بہ ما بدھند و حقیقت ما را بہ عقائد اہل سنت و جماعت متحلی نسازند، جز خرابی ہیچ نمی دانیم و اگر تمام خرابی ھا را بر ما جمع کنند و حقیقت ما را بہ عقائد اہل سنت و جماعت بنوازند، ہیچ باکی نداریم''۔[24]

اگر تمام احوال ومواجید ہم کو دے دئے جائیں اور ہماری حقیقت کو اہل سنت وجماعت کے عقائد سے آراستہ نہ کریں تو ہم سوائے خرابی و بربادی کے اور کچھ نہیں جانتے اور اگر تمام خرابیوں کو ہمارے ساتھ جمع کر دیا جائے لیکن ہماری حقیقت کو اہل سنت وجماعت کے عقائد سے نواز دیا جائے تو پھر ہم پر کوئی خوف نہیں۔

مشاجراتِ صحابہ میں بھی اہل سنت وجماعت کے مؤقف کی تائید کی اور واضح کیا کہ یزید اصحاب میں سے نہیں اس نے جو کیا کوئی کافر فرنگ بھی نہیں کرتا۔[25]

2) **اتباع واطاعت اور فضائل النبی ﷺ:**

حضرت امام ربانی کی تصانیف اور ان پر لکھی گئی کتب سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ان کی زندگی کا مشن اطاعت واتباع نبوی پر شدت سے عمل تھا۔من یطع اللہ فقد اطاع اللہ[26] کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا:''کلمۂ قدآورد تا بوالھوسی در میان این دو اطاعت، جدا یی پیدا نکند''کہ کوئی بو الہوس اطاعت الٰہی اور اطاعت رسول میں فرق پیدا نہ کرے۔[27] اسی طرح ابوالحسن خرقانی اور شیخ مھنہ ابوسعید ابوالخیر کے بارہ میں جو واقعات معروف ہیں جن سے دونوں میں فرق پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے ان کے بارے میں کہا کہ:''بعضی از مشائخ کبار قدس اللہ تعالیٰ اسرارھم در سکر وقت غلبہ حال، سخنانی گفتہ اند کہ مُوذِنِ تفرقہ ان میان این دو اطاعت و مشعر بہ اختیار محبت یکی بر دیگری''[28] بعض مشائخ کبار قدس اللہ نے سکر اور غلبہ حال کی وجہ سے ایسی باتیں کہی ہیں جو ان دواطاعتوں میں فرق کرتی ہیں اور ایک کی محبت کو دوسری کی محبت پر ترجیح دینے کی خبر دیتی ہیں۔اسی طرح مکتوب 49 دفتر اول میں نہایت اختصار سے اس مضمون کو بیان کیا ہے۔ایک اور مکتوب میں لکھا کہ ''آپ رب العالمین کے محبوب ہیں۔اس لئے آپ کی متابعت کرنے والا بھی آپ کی متابعت کے باعث محبوبیت کے درجے کو پہنچ جاتا ہے کیوں کہ محبت کرنے والا (محب) جس شخص میں اپنے محبوب جیسے اخلاق و عادات کو دیکھتا ہے اس شخص کو بھی اپنا محبوب جانتا ہے''[29]۔اسی مکتوب میں آپ ﷺ کے اخروی ودنیوی خصائص پر احادیث ایک تسلسل میں جمع کر دی ہیں اور ان سے پہلے یہ شعر لکھا:

ما إن مدحت محمد بمقالتی
لکن مدحت مقالتی بمحمدٍ[30]

3) **ترغیبِ عبادت:**

رمضان المبارک کے فضائل اس طرح بیان کئے کہ اس ماہ مبارک کا احترام بھی پیدا ہو اور عمل کی ترغیب بھی ملے اور ان فضائل کو بیان کرنے کا بہانہ یہ بتایا کہ آپ کا خطر رمضان المبارک میں ملا۔[31] یہاں پھر اطاعت واتباع کی ترغیب دیتے ہوئے افطار میں تعجیل اور سحری میں تاخیر کو سنت قرار دیا اسی طرح تراویح میں ختم قرآن کو سنت مؤکدہ لکھا اور اس کا کثیر الفوائد ہونا تحریر کیا۔[32]

اس حقیقت کو بھی بیان کیا کہ آپ کی تصدیق کرنے کی بنا پر تھوڑا عمل بجالانا بھی عمل کثیر کے برابر شمار ہوتا ہے[33]۔کلمہ طیبہ پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرمایا کہ اس کلمہ کی تکرار ضروری ہے کیوں کہ اس سے ایمان تازہ ہوتا ہے۔[34]

4) **صحبتِ صلحاء**

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

''آپ کو معلوم ہے کہ اس فقیر نے تقریر اور تحریر میں نیک صحبت اختیار کرنے کی ترغیب میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا اور بری صحبت سے بچنے کی تاکید میں مبالغہ کرنے سے اپنے آپ کو معاف نہیں رکھا کیوں کہ آن را اصل عظیم می داند''۔[35] اس کے ''اصل عظیم'' ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ''بدعتی کی صحبت کا فساد کافر کی صحبت سے بھی زیادہ ہے اور ان میں سب سے برا بدترین بدعتی وہ ہے جن کے دل میں اصحابِ رسول ﷺ کا بغض ہے۔ قرآن کریم میں ان کے لئے لیغیظ بهم الكفار کے الفاظ موجود ہیں۔''[36]

حضرت امام ربانی □ نے ''نجس اور رجس'' کے قرآنی اشارات کا استعمال کرکے کہا کہ ان کی صحبت سے اجتناب کریں اور ان کی مجالس میں نہ جائیں۔[37]

5) تصوف کے نظری و عملی مباحث:

شیخ فرید کے نام مکاتیب میں تصوف کے مباحث کا تذکرہ بھی کیا گیا۔ عمومی تصور تو یہ ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ سیاسی امور اور شاہی معاملات پر دینی رہنمائی ہی فراہم کرنا چاہیے یہاں دقیق صوفی مباحث کے تذکرے کی دو وجوہ نظر آتی ہیں:

i. شیخ فرید الدین کا تعلق خواجہ باقی باللہ □ سے تھا اس نسبت کی وجہ سے وہ صوفی فکر کے حامل ''اُمراء'' سے تھے اس لیے ان سے ایسے مباحث کا تذکرہ ہم ذوقی کی بنا پر مناسب حال تھا۔ حضرت مجدد نے اس نسبت کا ذکر کرتے ہوئے آپ کے وصال پر لکھا:

لیکن حال ما پسماندگان، بی دولت حضور بزرگان خراب و ابتر است [38]

لیکن ہم پسماندوں وعاجزوں کا حال بزرگوں کی حضوری کی دولت کے بغیر خراب وابتر ہے۔

دوسری جگہ ایک اطلاع ان الفاظ میں دی:

ہلالِ ماہِ رمضان المبارک دہلی شریف میں دیکھا حضرت والدہ بزرگوار کی مرضی ٹھہرنے کے بارے میں معلوم ہوئی۔[39]

ایک مکتوب میں شیخ فرید کے احسانات کی دو وجوہ ان الفاظ میں بیان کیں:

پس ہم فقیروں پر آپ کے احسانات کا شکر (دو وجہ) سے لازم ہے۔ ایک یہ کہ ہمارے خواجہ □ کی ظاہری جمعیت کا سبب آپ ہی ہوئے ہم نے آپ ہی کے طفیل اس (ظاہری) جمعیت (کی حالت) میں حق سبحانہ وتعالیٰ کی طلب کی اور بہت سے فائدے حاصل کیے۔ دوسرا یہ کُبِرْت بموتِ الكبراء (بڑوں کی موت نے مجھے بڑا بنا دیا) کے مصداق جب نوبت اس طبقہ (یعنی حضرت امام ربانی) تک پہنچی تو فقراء کے اجتماع کا ذریعہ اور طالبان (طریقت) کا باعث بھی آپ ہی ہیں۔ جزاکم اللہ سبحانه عنا خير الجزاء۔[40]

خواجہ باقی باللہ سے ان کا گہرا تعلق تھا اس لئے جب آپ شیخ علی بابا سے ملاقات کے لئے کشمیر تشریف لے گئے تو شیخ فرید الدین بھی آپ □ کے ہمراہ تھے خواجہ باقی باللہ نے وہاں دو سال قیام فرمایا۔[41]

ii. عہد اکبری میں بعض نظری مباحث کی غلط تعبیر و تشریح کے نتیجے میں ''اسلام پر غربت'' کا وقت آیا۔ اس لئے یہ ضروری تھا کہ ان مسائل کی حقیقت آشکار کی جائے۔ شریعت و طریقت کی دوئی ثابت کرنے کے لئے لوگوں نے ان اصطلاحات کا سہارا لیا اسی لئے آپ نے لکھا: ''طریقت اور شریعت ایک دوسرے کا عین ہیں ان کے درمیان بال برابر بھی مخالفت واقع نہیں ہے فرق صرف اجمال و تفصیل اور استدلال و کشف کا ہے جو کچھ بھی شریعت کے مخالف ہے وہ مردود ہے۔ کل حقيقة ردته الشريعة فهو زندقة''[42] تصوف کے چند مباحث جن کا آپ نے شیخ فرید سے ذکر کیا درج ذیل ہیں:

1) توحید وجودی اور شہودی کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا: ''جو توحید راہ سلوک طے کرنے میں صوفیہ کو حاصل ہوتی ہے وہ دو قسم کی ہے:

- توحید وجودی
- توحید شہودی

توحید شہودی ایک ہی ذات کو دیکھنا ہے اور توحید وجودی ایک ہی ذات کو موجود جاننا ہے اور اس کے غیر کو نیست و نابود سمجھنا۔ توحید وجودی علم الیقین کی قسم سے ہے اور توحید شہودی عین الیقین کی قسم سے۔[43]

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

اسی مکتوب میں خواجہ باقی باللہ کے بارہ میں بتایا گیا کہ وہ بھی توحید وجودی کا مشرب رکھتے تھے مگر آخر کار اس نتیجہ پر پہنچے: مرا بہ یقین عین الیقین معلوم شد کہ توحید وجودی کوچہ ای است تنگ، شاھراہ دیگر است۔[44]

مجھ کو عین الیقین سے معلوم ہو گیا کہ توحید وجودی ایک تنگ گلی ہے شاہراہ اور ہی ہے۔

2) اس مکتوب میں شطحیات صوفیہ پر بھی حضرت امام ربانی □ نے اپنا نقطۂ نظر واضح کیا ہے:

پس بعض کے جو اقوال ظاہر میں شریعت حقہ کے مخالف نظر آتے ہیں اور بعض لوگ ان اقوال کو توحیدِ وجودی سے تعبیر کرتے ہیں۔ مثلاً ابن منصور الحلاج کا ''انا الحق'' کہنا اور بایزید بسطامی کا ''سبحانی ما اعظم شانی'' کہنا اور اسی طرح کے دوسرے اقوال۔ بہتر اور مناسب یہ ہے کہ ان اقوال کو توحیدِ شہودی پر محمول کیا جائے اور (عقل و شریعت کی) مخالفت کو دور کیا جائے جس وقت ماسوائے حق سبحانہ و تعالیٰ ان کی نظر سے پوشیدہ ہو گیا تو اس حالت کے غلبہ کے وقت ان بزرگوں نے یہ الفاظ کہہ دیے اور حق سبحانہ و تعالیٰ کے سوا اور کچھ ثابت نہیں۔ ''انا الحق'' کے معنی یہ ہیں کہ: حق است نہ من، چون خود را نمی بیند، اثبات نمی کند، نہ آنکہ خود را می بیند و آن را حق می گوید، این خود کفر است۔ (حق ہے نہ کہ میں، چونکہ وہ اپنے آپ کو نہیں دیکھتا اس لئے اپنے آپ کو ثابت نہیں کرتا، نہ یہ کہ وہ اپنے آپ کو دیکھتا ہے اور اس کو حق کہتا ہے یہ خود کفر ہے)۔[45]

3) اکابرین سے بعد از وصال فیض کا حصول ممکن ہے البتہ اس کی چند شرائط ہیں۔[46]

4) سیر و سلوک اور تزکیہ و تصفیہ قلب سے مقصود ان باطنی آفتوں اور قلبی امراض کو دور کرنا ہے جن کی طرف آیت کریمہ فِیْ قُلُوْبِہِمْ مَّرَضٌ (البقرۃ:10) میں خبر دی گئی ہے تاکہ ایمان کی حقیقت حاصل ہو جائے۔ پس تزکیہ نفس اور اس کے مطمئنہ ہو جانے کے بعد ایمان کی حقیقت حاصل ہوتی ہے اس کا ایمان وجدانی ہو جاتا ہے اور اس قسم کا ایمان زوال سے محفوظ ہے۔ آیت کریمہ ''اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ (یونس:42)'' ایسے ایمان والے لوگوں کے حق میں صادق آتی ہے۔[47]

تزکیہ نفس کے لئے بزرگان دین نے کلمہ طیبہ کو اختیار فرمایا ہے۔ جب نفس سرکشی کے مقام میں آجائے اور عہد شکنی کرے تو اس کلمہ کی تکرار سے ایمان کو تازہ کرنا چاہیے۔[48]

5) تصوف کے حوالہ سے حضرت امام ربانی □ کا نقطۂ نظر انتہائی دلچسپ اور اہمیت کا حامل ہے۔ شیخ فرید نے اپنے خط میں تحریر فرمایا کہ طلباء اور صوفیوں کے لئے خرچ بھیجا۔ اس پر مجدد صاحب نے مسرت کا اظہار فرمایا کہ طالب علموں کا ذکر صوفیہ سے پہلے کیا ان ہی طلباء سے شریعت قائم ہے۔ پھر لکھا:

فرد ای قیامت از شریعت خواھند پر سید از تصوف نخو اھند پرسید دخول جنت و تجنب از نار، وابستہ بہ اتیان شریعت است۔[49]

کل قیامت کے دن شریعت کے بارہ میں پوچھا جائے گا تصوف کے بارے نہیں پوچھا جائے گا۔ جنت میں داخلہ اور دوزخ سے بچنا شریعت کے بجالانے پر منحصر ہے۔

6) دنیا کے حوالہ سے بتایا گیا کہ ظاہر میں یہ میٹھی اور صورت میں تر و تازہ معلوم ہوتی ہے لیکن حقیقت میں زہر قاتل و متاع باطل اور بے فائدہ گرفتاری ہے۔[50]

اس کے ملعونہ و مبغوضہ ہونے کی وجہ یہ بتائی کہ دنیا کا حصول نفس کی خواہشات کے حاصل ہونے میں معاون و مددگار ہے۔[51]

دنیا کے رنج و غم کو اہم قرار دیتے ہوئے لکھا:

''اور جب اچھی طرح غور کیا تو معلوم ہوتا ہے کہ اگر دنیا میں رنج اور مصیبت نہ ہوتی تو پھر دنیا کی قدر و قیمت جو کے ایک دانہ کے برابر بھی نہ ہوتی۔ اس دنیا کی ظلمتوں اور تاریکیوں کو یہاں کے مصائب و حوادثات زائل کرتے ہیں۔ حوادثات کی تلخی کڑوی دوا کی طرح نفع دینے والی ہے جو کہ مرض کو دور کرتی ہے۔''[52]

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

تصوف کے مختلف عنوانات میں سے ایک فضیلت سلسلہ نقشبندیہ بھی ہے اور لکھا کہ فقراء پر اس بڑی نعمت (یعنی نسبت نقشبندیہ) کا شکر واجب ہے۔[53] اس مقام پر اسے نسبت اہل بیت بھی قرار دیا ہے کیوں کہ یہ طریقہ اہل بیت کے ذریعہ سید نا صدیق اکبر □ تک پہنچتا ہے۔

6) شفاعتِ حسنہ:

کسی کی مصیبت دور کرنے کے لئے سفارش کرنا بہت بڑی نیکی ہے۔ شیخ فرید شخصی طور پر سخی، دریا دل اور نفع بخش انسان تھے۔ ان کے اس جذبہ کی وجہ سے حضرت مجدد الف ثانی □ نے مختلف مواقع پر کسی کی سفارش کی، اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جائز کاموں میں مقتدر طبقہ میں ہو سکے تو سفارش کرنا ممنوعات میں سے نہیں۔ سفارشی رقعوں کا بغور مطالعہ کیا جائے تو وہ وجوہ بھی سامنے آتی ہیں جن کی بنا پر سفارش کی گئی۔ چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں:

i. ''وہاں کے طلباء میں مولانا عمر ایک نیک طبیعت آدمی ہے بشرطیکہ آپ اس کی حوصلہ افزائی کریں اور اظہار حق پر دلیر کر دیں اور حافظ امام بھی اسلام کا جنون رکھتا ہے''۔[54]

ii. ''میاں پیر کمال کو آپ خوب جانتے ہیں اس بارے میں مزید کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں لیکن اس قدر لکھنا ضروری ہے کہ فقیر کو کچھ عرصہ ان کی ملاقات کا شرف حاصل ہے۔ ایک مدت سے آپ کی قدم بوسی کا شوق رکھتے ہیں لیکن اس عرصہ ان کو کچھ ضعف لاحق ہو گیا تھا۔ ایک مدت دراز تک صاحب فراش تھے اب صحت حاصل ہونے کے بعد آپ کی خدمت عالیہ کی طرف متوجہ ہوئے ہیں آپ کی عنایت کے امیدوار ہیں''۔[55]

iii. ''شیخ زکریا اس سال اور اس عمر میں کروڑی گری (تحصیلداری) میں گرفتار ہیں۔ اس گرفتاری کے باوجود محاسبۂ عاجلہ (دنیاوی محاسبہ) سے جو محاسبہ آجلہ ہے (آخرت کا محاسبہ) کی بہ نسبت بہت آسان ہے ہراسان و پریشان ہیں اور عالم اسباب میں قابل وثوق وسیلہ آپ ہی کی بزرگ توجہ کو جانتے ہیں۔'' مکتوب 43 میں بھی ان کے لئے سفارش کی گئی ہے۔[56]

iv. ''مولانا حامد کا وظیفہ سرکار بلند اقبال سے مقرر ہے گذشتہ سال حاضر ہو کر اس نے آپ سے حاصل کر لیا تھا اس سال بھی امیدوار ہو کر حاضر ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو حقیقی و مجازی دولت عطا فرمائے''۔[57]

یہ مکاتیب حضرت امام ربانی □ کی اہل علم /ضرورت و حاجت مند افراد کی دادرسی کے جذبہ کے عکاس ہیں اور اس دور میں اس حوالے سے شیخ فرید کے طرز حسنہ کے گواہ بھی۔

7) مطالعہ کتب کی ترغیب:

صالح صحبت اور صالح ادب شخصیت و کردار میں نکھار پیدا کرتا ہے شیخ فرید سلیم الفطرت امراء کے طبقہ سے تھے انہیں اگر صالح صحبت کی ترغیب دی تو ایسی کتب کے مطالعہ کی ترغیب بھی دی جس سے کردار میں حسن پیدا ہو۔ عقائد کے لئے لکھا: اور ان عقائد کی تصحیح کے لئے امام اجل ؒ تورپشتی کا رسالہ نہایت مناسب اور عام فہم ہے اپنی مجلس میں اس کا ذکر (بطور تعلیم) کرتے رہا کریں۔''[58] یہاں خود بھی عقائد پر ایک رسالہ لکھنے کی خواہش کا اظہار کیا ہے۔ اسی طرح اصحابِ نبی کے مقام و مرتبہ سے آگاہی کے لئے لکھا: ''آپ کی مجلس شریف میں قطب زمان بندگی مخدوم جہانیاں کی معتبر کتابوں سے ہر روز کچھ پڑھا جائے تاکہ لوگوں کو علم ہو کہ انہوں نے اصحابِ رسول ﷺ کی کس طرح تعریف کی ہے اور کس ادب سے ان کو یاد کیا تاکہ بد اندیش مخالفین شرمندہ و رسوا ہوں۔''[59]

ان کتب کی نشاندہی اس بات کی عکاس ہے کہ شیخ کا فرض ہے کہ وہ صالح ادب خود تحریر کرے یا اپنے حلقہ میں ایسی تحریرات کی اشاعت کرے جو عقائد و اعمال کی درستی کے لئے ضروری ہوں۔

8) عہدِ مجدد کے سماجی و مذہبی احوال:

مکتوباتِ امام ربانی اپنے دور کی سماجی، مذہبی تاریخ ہیں ملا عبدالقادر بدایونی کی منتخب التواریخ نہ بھی ہوتی تو یہ اشارات اس عہد کے مزاج کو سمجھنے کے لئے کافی تھے یہ جملے کس قدر واضح ہیں حالات کی کیفیت بتانے میں ''دونوں جہاں کی سعادت سید کونین کی اتباع سے وابستہ ہے اور بس آں حضرت ﷺ کی متابعت، اسلام کے احکام بجا

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

لانے میں اور کفریہ رسوم دور کرنے میں ہے کیوں کہ اسلام اور کفر ایک دوسرے کی ضد ہیں، ایک کو اختیار کرنا دوسرے کو رد کرنا ہے ان دو ضدوں کے اجتماع کا احتمال محال ہے اور ایک کو عزت دینے سے دوسرے کی تذلیل لازم آتی ہے''۔[60]

ان جملوں سے اسلام کی غربت کا اندازہ ہو سکتا ہے یہ مکتوب اتباع رسول ﷺ سے دوری پر واضح دلالت کرتا ہے۔ درج ذیل مکتوب کا لفظ لفظ حالات کی ابتری کی دہائی دے رہا ہے:

''سیادت پناہا! مکرما! امروز اسلام بسیار غریب است''۔[61]

پھر لکھا آج اس کی تقویت کے سلسلے میں جیتل کا صرف کرنا کروڑہا روپوں کے بدلے میں قبول کرتے ہیں دیکھئے کس شہباز بہادر کو دین کی اس دولت سے مشرف کیا جاتا ہے۔ ترویج دین اور تقویت ملت کسی بھی وقت خواہ کسی شخص سے وقوع میں آئے بہتر اور زیبا ہے۔

حضرت مجدد □ کے درد کا اندازہ اور احوال کی ابتری کے اظہار کے لئے یہ جملے دفتروں پر بھاری ہیں اور اسلام کی غربت کے عالم میں ایک تاریخی حیثیت بھی رکھتے ہیں:

''اما در این وقت کہ غربت اسلام از امثال شما جوانمردان اہل بیت زیباتر و رعناتر است کہ این دولت خانہ زاد خاندان بزرگ شماست۔ از شما ذاتی است و از دیگران عرضی''۔[62]

لیکن اس وقت کہ جب اسلام کی غربت کا زمانہ ہے آپ جیسے اہل بیت کے جوانمردوں کے لئے نہایت زیبا اور بہتر ہے کیوں کہ یہ دولت آپ کے ہی خاندان کی ہے اس کا تعلق آپ سے ذاتی اور دوسروں سے عرضی ہے۔

اس مکتوب میں بھی اسلام کی عزت اور کفر کی ذلت کا ذکر کیا ہے اس ضمن میں ایک مذہبی رہنما کے مارے جانے کا بھی ذکر کرتے ہوئے کہا کہ شرک کے سردار کا خیمہ وسائبان توڑ دیا ہے اور ایک مقام پر:

والحق کہ آن گبر رئیس اہل شرک بود و امام اہل کفر خذلہم اللہ سبحانہ۔[63]

اہل کفر کی رسوم کی بیخ کنی اور جزیہ کے مقاصد پر اس مکتوب میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ نوروز کے موقعہ کے احوال کا خصوصی ذکر کیا ہے۔[64] حضرت امام ربانی کے نزدیک اس رسم کی قباحت اس قدر تھی مکتوب میں پہلے عظمت وفضائل مصطفیٰ ﷺ پھر اتباع مصطفیٰ ﷺ کا ذکر کیا اور پھر نوروز کی تردید۔

امام ربانی □ حالات کی ابتری کا کس طرح مرثیہ پڑھ رہے ہیں ملاحظہ فرمایئے:

و در قرن ماضی کفار بر ملا بہ طریق استیلا اجرای احکامِ کفر در دار اسلام می کردند و مسلمانان از اظہار احکام اسلام عاجز بودند و اگر میکردند، بہ قتل می رسیدند. واویلا، وَامُصِیبَتَا،وَاحَسْرَتَا،وَاحُزْنَا۔[65]

گذشتہ صدی میں کفار غلبہ پا کر دار اسلام میں کھلم کھلا کفر کے احکام جاری کرتے تھے اور مسلمان اسلامی احکام کے جاری کرنے سے عاجز تھے اگر وہ ایسا کرتے تو قتل کر دیئے جاتے۔ ہائے ہلاکت، ہائے مصیبت، ہائے افسوس۔

اس مکتوب میں بادشاہت کی تبدیلی سے اہل اسلام کی ذمہ داریوں کا ذکر بھی کیا ہے جس سے پہلے کے حالات کی سنگینی سامنے آجاتی ہے۔

می دانند کہ در قرن ماضی بر سر اہل اسلام چہ ہا گذشتہ است۔[66]

''چہ ہا گذشتہ'' کی تفصیل تاریخ کی کتابوں میں موجود ہے یہ ایک ترغیب ہی احوال کی منظر کشی کر رہی ہے۔ مزید یہ بھی ملاحظہ فرمائیں:

پادشاہ نسبت بہ عالم، در رنگ دل است نسبت بہ بدن کہ اگر دل صالح است، بدن صالح است و اگر فاسد است فاسد۔ صلاح پادشاہ صلاح عالم است و فساد او، فساد عالم۔[67]

بادشاہ کی نسبت دنیا کے ساتھ ایسی ہے جیسے دل کی نسبت بدن کے ساتھ کہ اگر دل خوب ہے تو بدن بھی خوب ہے اور اگر (دل) خراب ہے تو بدن بھی خراب ہے بادشاہ کی بہتری دنیا کی بہتری ہے اور اس کی خرابی دنیا کی خرابی ہے۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

یہ جملے حضرت مجدد نے جس وقت ارشاد فرمائے یقیناً وہ حالات جو سماجی طور پر سامنے تھے اس کی عکاسی کرتے ہیں اور حضرت مجدد کی سماجی فکر کے آئینہ دار بھی ہیں۔ یہ مکاتیب اور طرز فکر ہی دو قومی نظریہ کی بنیاد بنا اور اسی تصور کے ساتھ 2025ء کی جنگ جیتی گئی۔ یہ فلاسفی مستقبل میں مسلمان اور ہندو تعلقات کی اساس ہے۔ اس جنگ کے بعد ہندو طرز عمل نے بتایا کہ قیام پاکستان کس قدر ضروری تھا۔ 1947 سے قبل بعض دینی رہنماؤں کو بھی علیحدہ وطن کی اہمیت کی سمجھ نہیں آ رہی تھی وہ مئی 2025ء کی جنگ اور حالیہ حالات نے آشکار کر دیا۔

حضرت امام ربانی نے ان حالات کے محرکات کا تجزیہ بھی کیا ان کے مشاہدہ اور جائزہ کے مطابق علماء نے یہ صورت حال پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

جب امام ربانی کو یہ علم ہوا کہ بادشاہ نے چار علماء کو دربار میں رکھنے کا عندیہ دیا تو آپ نے لکھا:

در قرن سابق اختلافات علماء، عالم را در بلا انداخت و همان صحبت در پیش است۔
68

گذشتہ زمانہ میں علماء کے اختلافات نے دنیا کو بلاو مصیبت میں ڈال دیا تھا اب وہی برے علماء کی صحبت در پیش ہے۔

یہ اقتباس بھی حقیقتِ حال کو آشکار کرنے کے لئے اہم ہے۔ جس طرح مخلوق کی نجات علماء کے وجود کے ساتھ وابستہ ہے، دنیا کا خسارہ بھی انہی پر موقوف ہے علماء میں سے بہترین عالم تمام دنیا کے انسانوں میں سے بہترین ہے اور ان (علماء) میں بدترین خلائق میں بدترین ہے کیوں کہ ہدایت اور گمراہی ان کے ساتھ وابستہ ہے۔ کسی بزرگ نے ابلیس لعین کو دیکھا کہ فارغ و بیکار بیٹھا ہے اس سے بیکاری کا سبب پوچھا گیا تو ابلیس نے جواب دیا کہ اس وقت کے علماء (سوء) میرا کام کر رہے ہیں۔

عالم که کامرانی و تن پروری کند
او خویشتن گم است کرا رہبری کند؟[69]

(جو عالم کامرانی اور تن پروری (طلب) کرے وہ خود گمراہ ہے دوسرے کی کہاں رہنمائی کرے گا)

مکتوبات امام ربانی کے یہ اقتباسات آج کے دور میں پڑھے جائیں تو محسوس ہوتا ہے کہ ہمارے سماج کی عکس بندی کی گئی ہے۔ رواداری، ہم آہنگی، امن عالم اور انسانی حقوق کی آڑ میں اسلام اور کفر کو ایک قرار دینے، Ibrahimi Accord کی آڑ میں تشخص مٹانے کی جو قومی اور بین الاقوامی سطح پر سازشیں تیار ہو رہی ہیں ان کا اصولی حل صرف ان تعلیمات میں ہے جو امام ربانی نے پیش کی ہیں۔ پاکستان کی بقاء و قومی نظریہ ہے اور اس بقاء کے لئے مکتوب 163 اور دیگر ضرور پیش نظر رہنے چاہئیں۔

9) دعوتی اصول:

ان 22 مکاتیب سے بعض دعوتی اصول اور ضابطے بھی سامنے آتے ہیں:

i. دعوتی کام کے لئے ایک ہم خیال گروپ کا تصور سامنے آتا ہے جسے حضرت مجدد نے "جرگہ مدانِ دولتِ اسلامیہ" کا نام دیا ہے۔[70]
ii. استدلال کا میدان تنگ ہے اس لئے قلبی امراض کو دور کیا جائے تزکیہ نفس کے بعد ایمان کی حقیقت حاصل ہو جاتی ہے۔[71]
iii. رجس اور نجس کی صحبت سے بچنا ضروری ہے۔ طالب علمان بے باک از ہر فرقہ کہ باشند، لصوصِ دینند اجتناب از صحبت اینها از ضروریات است۔[72]
iv. کارِ دعوت میں خرابی کی وجہ تلاش کرنا ضروری ہے۔[73]
v. مختلف مقامات پر شیخ فرید بخاری کو ان کی سیادت کا حوالہ دے کر کار دین کی ترغیب دی گئی ہے۔[74] علماء اور صوفیہ کو ان کے اکابر کی یاد دلاتے رہنا چاہیے۔
vi. کارکنان کی خدمت کا اعتراف اور ان کے لئے دعائے خیر بھی ضروری ہے۔[75]

اعجاز الحق قدوسی نے تزک جہانگیری کے حواشی میں شیخ فرید کو لکھے گئے خطوط کی افادیت ان الفاظ میں بیان کی:

"آپ نے جہانگیر کے عہد میں شیخ فرید بخاری جیسے متقی اور خدا پرست امیر کے توسط سے اس دور کے دوسرے اُمراء سے ربط پیدا کیا اور اپنے مکاتیب اور خطوط کے ذریعے سے ان گمراہیوں کی بیخ کنی کی طرف توجہ دلائی جن کو اکبر نے پیدا کیا تھا اور جہانگیر کے عہد میں بھی وہ گھن کی طرح لگی ہوئی تھیں۔"[76]

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

حوالہ جات

[1] ۔حضرت شیخ مجدد الفِ ثانی □ کے احوال وآثار کی تفصیلات کے لئے درج ذیل کتب ملاحظہ کریں:

1) سرہندی، شیخ بدرالدین، حضرات القدس، مقدمہ، تحقیق و تصحیح: مولانا محبوب الٰہی، محکمہ اوقاف پنجاب، 1971ء

2) شمس، ہمایوں عباس، ڈاکٹر، پروفیسر، حضرت مجدد الف ثانی □ کی علمی ودینی خدمات، لاہور: پروگریسو بکس، 2016ء

3) کشمی، محمد ہاشم، زبدۃ المقامات، مترجم: ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان، لاہور: کتاب محل، 2017ء

4) وحدت، عبدالاحد، الجنات الثمانیہ، تحقیق محمد بدرالاسلام صدیقی، جہلم: الخانقاہ السلطانیہ، 2007ء

5) جہانِ امامِ ربانی، زیرِ نگرانی: ڈاکٹر محمد مسعود احمد

6) ارمغانِ امامِ ربانی، مرتبہ ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

[2] ۔تعارف کے لئے ملاحظہ فرمائیں:

1) شمس، ہمایوں عباس، ڈاکٹر، پروفیسر، مکتوباتِ امامِ ربانی کے مآخذ، لاہور: تحقیقات، 2008ء

[3] ۔مکتوب: 269، دفتر اول

[4] ۔محمد اکرام، شیخ، رود کوثر، لاہور: ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، 2021ء، ص: 184

[5] ۔صمصام الدولہ شاہنواز خاں، مآثر الاُمراء، مترجم: پروفیسر محمد ایوب قادری، لاہور: اردو سائنس بورڈ، 2004ء، ج: 02، ص: 420

[6] ۔ابن حسن، سلطنت مغلیہ کا مرکزی نظامِ حکومت، آئی۔اے۔ظلّی، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان، 1999ء، ص: 251

[7] ۔Akbar and the Jesuits, New Jersey: Gorgias Press LLC, 2008, P: 204

[8] ۔Ibid, P: 278

[9] ۔صمصام الدولہ، مآثر الاُمراء، ج: 02، ص: 421

[10] ۔ایضاً

[11] ۔بنی پرشاد، ڈاکٹر، تاریخ جہانگیر، مترجم: رحم علی الہاشمی، لاہور: پروگریسو بکس، 1987ء، ص: 141

[12] ۔مکتوب: 64، دفتر اول

[13] ۔مکتوب: 65، دفتر اول

[14] ۔مکتوب: 213، دفتر اول

[15] ۔مکتوب: 233، دفتر اول

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

16۔مکتوب:44،دفتر اول

17۔مکتوب:45،دفتر اول

18۔مکتوب:47،دفتر اول

19۔مکتوب:51،دفتر اول

20۔مکتوب:46،دفتر اول

21۔مکتوب:63،دفتر اول

22۔مکتوب:213،دفتر اول

23۔مکتوب:193،دفتر اول

24۔ایضاً

25۔مکتوب:54،دفتر اول

26۔النساء:80

27۔مکتوب:152،دفتر اول

28۔ایضاً

29۔مکتوب:44،دفتر اول

30۔ایضاً

31۔مکتوب:45،دفتر اول

32۔ایضاً

33۔مکتوب:44،دفتر اول

34۔مکتوب:52،دفتر اول

35۔مکتوب:213،دفتر اول

36۔مکتوب:54،دفتر اول

37۔مکتوب:163،دفتر اول

38۔مکتوب:45،دفتر اول

39۔مکتوب:51،دفتر اول

[40]۔مکتوب:54،دفتر اول

[41]۔مجددی،اقبال،پروفیسر،مقدمہ روضۃ السلام،لاہور:پروگریسو بکس،2020ء،ص:34

[42]۔مکتوب:43،دفتر اول

[43]۔ایضاً

[44]۔ایضاً

[45]۔ایضاً

[46]۔مکتوب:45،دفتر اول

[47]۔مکتوب:46،دفتر اول

[48]۔مکتوب:52،دفتر اول

[49]۔مکتوب:48،دفتر اول

[50]۔مکتوب:50،دفتر اول

[51]۔مکتوب:52،دفتر اول

[52]۔مکتوب:64،دفتر اول

[53]۔مکتوب:45،دفتر اول

[54]۔مکتوب:213،دفتر اول

[55]۔مکتوب:63،دفتر اول

[56]۔مکتوب:50،دفتر اول

[57]۔مکتوب:47،دفتر اول

[58]۔مکتوب:193،دفتر اول

[59]۔مکتوب:54،دفتر اول

[60]۔مکتوب:163،دفتر اول

[61]۔مکتوب:193،دفتر اول

[62]۔ایضاً

[63]۔ایضاً

[64]۔مکتوب:44،دفتر اول

[65]۔مکتوب:47،دفتر اول

[66]۔ایضاً

[67]۔ایضاً

[68]۔مکتوب:53،دفتر اول

[69]۔ایضاً

[70]۔مکتوب:47،دفتر اول

[71]۔مکتوب:46،دفتر اول

[72]۔مکتوب:54،163،213،دفتر اول

[73]۔مکتوب:47،53،دفتر اول

[74]۔مکتوب:51،دفتر اول

[75]۔مکتوب:233،دفتر اول

[76]۔توزک جہانگیری، مترجم: اعجاز الحق قدوسی، مجلس ترقی ادب، ص:166

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

مصادر و مراجع

- ابن حسن، سلطنت مغلیہ کا مرکزی نظامِ حکومت، آئی۔اے۔ ظلّی، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان، س۔ن
- بنی پرشاد، ڈاکٹر، تاریخ جہانگیر، مترجم: رحم علی الہاشمی، لاہور: پروگریسو بکس، 1987ء
- جہانگیر، نورالدین محمد، شہنشاہ، توزک جہانگیری، مترجم: اعجاز الحق قدوسی، مجلس ترقی ادب،
- صمصام الدولہ شاہنواز خاں، مآثرالاُمراء، مترجم: پروفیسر محمد ایوب قادری، لاہور: اردو سائنس بورڈ، س۔ن
- کشمی، محمد ہاشم، زبدۃ المقامات، مترجم: ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان، لاہور: کتاب محل، 2017ء
- مجدد الف ثانی، شیخ احمد، مکتوبات امام ربّانی، استنبول: ERKAM YAYINLARI، 2018ء
- مجددی، اقبال، پروفیسر، مقدمہ روضۃ السلام، لاہور: پروگریسو بکس، 2020ء
- محمد اکرام، شیخ، رود کوثر، لاہور: ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، 2021ء
- شمس، ہمایوں عباس، ڈاکٹر، پروفیسر، مکتوباتِ امامِ ربانی کے مآخذ، لاہور: تحقیقات، 2008ء
- شمس، ہمایوں عباس، ڈاکٹر، پروفیسر، حضرت مجدد الف ثانی □ اور معارفِ حدیث، لاہور: تحقیقات، 2008ء
- شمس، ہمایوں عباس، ڈاکٹر، پروفیسر، حضرت مجدد الف ثانی □ کی علمی و دینی خدمات، لاہور: پروگریسو بکس، 2016ء
- Akbar and the Jesuits, New Jersey: Gorgias Press LLC, 2008